اصلاح اور انقلاب کیسے؟!

جناب شیخ عتیق انور

جس میں خلوصِ فکر نہ ہو وہ سخن فضول
جس میں نہ دل شریک ہو اُس لے میں کچھ نہیں

آج کے سیاسی حالات، بدعنوانی، رشوت ستانی، اقربا پروری، بے روزگاری، دہشت گردی، غرض حالات وحوادث نے آج ملکِ پاکستان کو واقعی پھر ایک خانہ جنگی، انتشار، عوام کی بدحالی، غرض ہر ہر قسم کی معاشی ابتری کی طرف دھکیل دیا ہے، مگر میرے نزدیک یا کسی تاریخ کے طالبِ علم کے نزدیک یہ کوئی نئی صورت حال نہیں۔ افسوس یہ ہے کہ ہم نے تاریخ اور حوادث سے سبق نہیں سیکھا۔

اللہ رب العزت نے جب بنی اسرائیل کی اصلاح کا ارادہ کیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو عوام اور خواص میں دنیا اور آخرت کی بھلائی کے لیے بھیجا، جو (ہر فرد کے لیے ایک درس ہے) کہ جب اللہ رب العزت کی طرف سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم خداوندی ہوا کہ فرعون کو جا کر تبلیغ کرو، فرمایا: اے موسیٰ! دیکھو! نرمی سے بات کرنا اور اے موسیٰ! حکمت سے بات کرنا اور شاید تمہاری بات سمجھ جائے۔ اس حکم میں پانچ نکات ملے:

۱:۔ اوّل یہ کہ بحیثیت نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ذمہ تھا کہ عام اور خاص ہر ایک تک تعلیم اور حکمِ الٰہی پہنچانا اور یقیناً اللہ کا نبی غافل نہیں ہوتا، مگر ایک دوسرے کو تعلیم کرنا، اور ایک دوسرے کو اخلاقِ جمیلہ کی تعلیم دینا بھی ضروری ہے۔

۲:۔ دوسرا یہ کہ نرمی سے بات کرنا۔

۳:۔ تیسرا یہ کہ حکمت سے بات کرنا۔

۴:۔ چوتھا یہ کہ اللہ رب العزت کو معلوم تھا کہ فرعون ایمان نہیں لائے گا، مگر اللہ رب العزت نے داعی (حضرت موسیٰ علیہ السلام) کو ہمت بندھائی کہ داعی کا یقین کامل ہونا چاہیے، پھر یہ کہ داعی کے ذمہ

یہ نہیں کہ جس کو دعوت دی گئی وہ ایمان لایا یا نہیں؟ بس اس نے بات پہنچا دی تو حق ادا کردیا۔

۵:- پانچواں اور میرے نزدیک سب سے اہم نکتہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا جواب ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ نہیں کہا کہ یا اللہ! میں تو اتنے سال سے لگا ہوا ہوں اور وہ (فرعون) مجھ پر ظلم کرتا ہے، بلکہ موسیٰ علیہ السلام نے کہا:

''پروردگار! میری خاطر میرا سینہ کھول دیجئے، اور میرے لیے میرا کام آسان بنادیجئے اور میری زبان میں جو گرہ ہے، اُسے دور کردیجئے، تاکہ لوگ میری بات سمجھ سکیں۔ اور میرے لیے میرے خاندان ہی کے ایک فرد کو مددگار مقرر کردیجئے، یعنی ہارونؑ کو جو میرے بھائی ہیں، ان کے ذریعے میری طاقت مضبوط کردیجئے۔'' (سورۂ طٰہٰ، آیت: ۲۵ تا ۳۱)

یعنی اپنی کمی اور اپنی کمزوری کا ذکر فرمایا اور دعا فرمائی۔ آج ہم سب کا المیہ یہ ہے کہ ہمیں صرف دوسروں کی اصلاح کی فکر ہوتی ہے۔ منفی طریقہ سے کبھی مثبت تبدیلی نہیں آیا کرتی اور وہی ہو رہا ہے۔ کیا ہم نے اپنی انفرادی زندگی پر غور کیا؟ چلیے! آج سے ہم اپنے آپ کو روزانہ پانچ منٹ اپنی اصلاح اور ترقی کی طرف متوجہ کریں اور پھر سنت کی طرف توجہ کریں، جس کی وجہ سے اللہ رب العزت ہمیں دنیا اور آخرت میں کامیاب فرمائے۔ بڑے خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو شام کو بیٹھ کر یہ جائزہ لیں کہ ہم نے آج کیا غلطی کی؟

اس وقت بھی اسلام اور پاکستان تاریخ کے بدترین دور سے گزر رہا ہے۔ ہمیں گزشتہ ایک صدی کے حادثات و واقعات سے سبق لینا ہوگا اور خود کو تحمل، رواداری اور برداشت کا سبق حاصل کرتے ہوئے تمام تر نقائص کے باوجود اس نظام کو اور اس سے منسلک افراد کو برداشت کرتے ہوئے نئی نسل کو تعلیم اور اعلیٰ اخلاق سے آراستہ کرنا ہوگا۔ اس سے نہ صرف درجہ بدرجہ ایک اعلیٰ معاشرہ، بلکہ اگر ہم نے تمام تعلقات اور ذاتی مفادات کو بالائے طاق رکھ کر اپنی اپنی حد میں رہتے ہوئے مثبت طریقہ سے اپنا کردار ادا کیا تو ان شاء اللہ! ہم پھر ایک عظیم قوم کی شناخت بن کر سامنے آسکیں گے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشن گوئی فرمائی کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا جس میں چار چیزیں ہونے والی ہیں:

۱:- انسان کے اندر مال کی محبت اس قدر ہوجائے گی کہ وہ دنیا کے پیچھے بھاگے گا اور مال کی محبت اس قدر ہوجائے گی کہ وہ اس کی اطاعت کرے گا، یعنی مال کی محبت اُسے جو کرنے کو کہے گی، وہی کرے گا۔

۲:- جو دل میں آرہا ہے حرام ہو یا حلال ہو، جائز ہو یا ناجائز ہو، آدمی اسی کے پیچھے چلے گا، وہ کہے گا کہ میں تو یہی کروں گا، کیونکہ مجھے تو اس میں مزا آرہا ہے۔

۳:۔ جب دنیا کو آخرت پر ترجیح دی جارہی ہو، یعنی آدمی کے سامنے دو راستے آجائیں کہ اس سے دنیا اچھی ہوجائے گی اور آخرت خراب ہوجائے گی تو انسان دنیا کو آخرت پر ترجیح دے گا، یہ سوچے گا کہ آخرت آئے گی تو دیکھی جائے گی، دنیا تو میرے سامنے ہے۔

۴:۔ یعنی جو اس کی سمجھ میں آگیا' وہی ٹھیک ہے، وہ سمجھے گا کہ جو میں سمجھتا ہوں' وہ اور کوئی نہیں سمجھتا، میں ہی عقل کل ہوں۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب یہ چیزیں ہونے لگیں تو پھر تم لوگوں کے بارے میں سوچنا چھوڑ دو کہ وہ کہاں جارہے ہیں؟ اور عام لوگ کس طرف جارہے ہیں؟ اس کی گفتگو کرنے کی بھی ضرورت نہیں، بلکہ اپنی فکر کرو، جیسا کہ قرآن کریم میں اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

''اے ایمان والو! تم اپنی فکر کرو، اگر تم صحیح راستے پر ہوگے تو جو لوگ گمراہ ہیں وہ تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچاسکتے۔ اللہ رب العزت کی طرف تم سب کو لوٹ کر جانا ہے، اُس وقت وہ (اللہ) تمہیں بتائے گا کہ تم کیا عمل کرتے رہے ہو؟'' (المائدہ، آیت:۱۰۵)

پھر نبی کریم ﷺ نے اس آیت کی تشریح میں ارشاد فرمایا کہ: اپنی فکر کرو۔ یہ عجیب نسخہ ہے، زوال کے حالات میں، انحطاط کے حالات میں، انقلاب لانے کا یہ بڑا ہی آسان اور مؤثر طریقہ ہے، ہر آدمی اپنی اصلاح کرے، اگر ایک آدمی نے اصلاح کرلی تو ایک چراغ جل گیا تو پھر ان شاء اللہ! چراغ سے چراغ جلے گا، کیونکہ اللہ تعالیٰ کی یہی سنت ہے۔ اگر ہم صرف یہ باتیں کرتے رہیں کہ لوگ یہ کررہے ہیں، لوگ یہ کررہے ہیں، لوگوں میں یہ کمزوری ہے، یہ کمزوری ہے، تو پھر دنیا میں کبھی بھی بہتری اور اچھائی نہیں آسکتی۔ ایک حدیث میں ہے کہ: ''جو شخص یہ کہے کہ ساری دنیا تباہ و برباد ہوگئی، (یعنی اس کے حالات خراب ہوگئے، فساد آگیا) جو شخص یہ کہہ رہا ہے، تباہ وہ شخص ہے۔''

کیوں بھئی! کیا تم سے دوسروں کے اعمال کے بارے میں حساب ہوگا؟ بلکہ تم سے اپنے اعمال کے بارے میں حساب ہوگا، تم سے تو صرف یہ پوچھا جائے گا کہ تم نے کیا کیا؟ اگر ہم صحابہ کرامؓ کی زندگیوں پر نظر ڈالیں تو پتہ چلتا ہے کہ ان میں سے ہر شخص صرف اپنی فکر میں تھا کہ میرا کیا انجام ہونے والا ہے؟ آپ اور ہم سب عمل کرکے دیکھیں، ان شاء اللہ! پھر وہی ہوگا جو فتح مکہ مکرمہ کے موقع پر ہوا کہ بڑے بڑے کفار کے سردار ایمان لے آئے اور ایک پرامن انقلاب آگیا۔ پہلے مکہ مکرمہ اور پھر چلتے چلتے بیت المقدس فتح ہوا۔ اللہ رب العزت ہم سب کو اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین